امام احمد حنبلؒ اور امام شافعیؒ: دو عظیم ہستیاں

علم اور عبادت کی اہمیت

امام احمد حنبلؒ کی ایک ننھی سی بچی تھی جو یہ سوچا کرتی تھی کہ میرے والد اتنی غیر معمولی عبادت کرتے ہیں کہ دنیا ان کی عبادت کو ضرب المثل سمجھتی ہے۔ وہ کہتی کہ آخر اس سے زیادہ کیا عبادت ممکن ہے کہ دن مسجد میں حدیث پڑھانے میں گذریں اور راتیں مصلے پر کھڑے ہو کر رونے میں۔ ان دو مشاغل کے علاوہ میرے والد کو کسی چیز سے غرض نہیں ہے۔ وہ یہ بھی سوچا کرتی کہ امام شافعیؒ، جن کے لیے میرے والد ہر وقت دعا کرتے ہیں آخر وہ کس درجہ کے انسان ہوں گے۔ اور آخر ان کی عبادت گزاری کس درجہ اور کس شان کی ہوگی۔ امام شافعیؒ قاہرہ میں رہتے تھے اور امام احمد بن حنبلؒ بغداد میں رہا کرتے تھے۔ قاہرہ اور بغداد کا فاصلہ اتنا تھا کہ اگر آپ اس زمانہ کے لحاظ سے دیکھیں تو ملاقات کی بھی کوئی صورت نہیں تھی۔

اتفاق ایسا ہوا کہ امام شافعیؒ کا پیغام امام احمدؒ کو ملا کہ میں بغداد آنا چاہتا ہوں۔ اس لیے کہ بغداد میں فلاں محدث کے علم میں ایک حدیث ہے اور میں ان سے براہِ راست اس حدیث کو سننے کے لیے آنا چاہتا ہوں۔ ان کی عمر اتنی ہوگئی ہے کہ مجھے خطرہ ہے کہ وہ دنیا سے رخصت نہ ہو جائیں۔ چنانچہ ان سے ایک روایت سننے کے لیے انھوں نے قاہرہ سے بغداد کا سفر اختیار کیا۔ اس زمانے میں نہ ریل گاڑیاں ہوتی تھیں، اور نہ جہاز ہوتے تھے۔ لیکن قافلے چلا کرتے تھے، اور قافلوں کو منظّم کرنے والے ہوتے تھے، جیسے آج کل ٹریول ایجنٹ ہوتے ہیں۔ انھیں جمال کہا جاتا تھا۔ وہ ایک شہر سے دوسرے شہر تک کارواں لے کر جایا کرتے تھے۔ تنہا سفر کرنا مشکل ہوتا تھا۔ راستے میں نہ کھانے کا انتظام ہے، نہ پانی ہے، اور نہ سرائے۔ البتہ پورا کارواں جب چلے گا تو چار سو پانچ سو افراد پر مشتمل ہوگا۔ وہ اپنا انتظام بھی کرے گا اور کھانے پینے کا بندوبست بھی اسی کے ذمہ ہوگا۔ اور راستے میں اپنی حفاظت کا انتظام بھی وہی کرے گا۔ اس لیے لوگ بہت پہلے سے قافلے میں اندراج کرا لیا کرتے تھے۔ اعلان ہو جاتا تھا کہ فلاں تاریخ کو قافلہ روانہ ہوگا۔ جسے جانا ہو وہ پیسے جمع کرا دے اور قافلہ میں شامل ہو کر روانہ ہو جائے۔ چنانچہ امام شافعیؒ نے بھی کرائے کے پیسے جمع

کروائے اور قافلے کے ساتھ روانہ ہو گئے۔کرائے کے پیسے پہلے سے جمع کروانے پڑتے تھے اور کھانے کے پیسے ساتھ لے لیے جاتے تھے اور وقت پر جمع کروانے پڑتے تھے۔اس لیے کہ جس جگہ قافلہ پڑاؤ ڈالا کرتا تھا۔اس جگہ قرب و جوار سے لوگ آ کر دکانیں بھی لگایا کرتے تھے۔ان سے قافلے والے نقد پیسوں پر کھانا کرتے تھے۔اس طرح کئی ماہ کا سفر کر کے امام شافعیؒ بغداد پہنچ گئے۔

قیام امام احمد بن حنبل کے ہاں ہی ہوا۔امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی کمسن بیٹی کو خصوصی ہدایات دے دیں کہ تمہیں میرے استاد کا خاص خیال رکھنا ہے۔انھیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پائے۔اب بچی کو بڑا اشتیاق پیدا ہوا کہ اب یہ دیکھنے کا موقع ملے گا کہ ان کی رات کی عبادت کیسی ہوتی ہے۔امام شافعیؒ نے عشاء کی نماز مسجد میں جا کر ادا کی اور واپس آ کر آرام کی غرض سے بستر پر لیٹ گئے۔اب بچی تھوڑی دیر میں اپنے والد کے کمرے کا دروازہ کھول کر دیکھتی کہ وہ مصلے پر کھڑے ہیں۔اور رو رہے ہیں۔پھر امام شافعیؒ کے کمرہ کا دروازہ کھول کر دیکھتی کہ وہ بستر پر دراز ہیں اور سو رہے ہیں۔اس کو خیال ہوا کہ شاید آج سفر سے آئے ہوئے ہیں۔تھکن کی وجہ سے سو گئے ہیں۔شاید تہجد میں اٹھیں گے۔لیکن امام شافعیؒ تہجد میں بھی نہیں اٹھے۔فجر کی اذان پر بھی نہیں اٹھے۔جب امام احمد بن حنبلؒ نماز فجر کے لیے مسجد جانے لگے تو انھوں نے آواز دی کہ حضرت! جماعت تیار ہے،تشریف لے چلیے۔امام شافعیؒ نے چادر اتار کر پھینکی اور ان کے ساتھ مسجد روانہ ہو گئے۔بچی حیرانی سے یہ تمام منظر دیکھ رہی تھی اور سوچ رہی تھی کہ معلوم نہیں کیا معاملہ ہے۔ویسے تو میرے والد کے بھی شیخ اور استاد ہیں۔مگر تمام رات سوتے رہے۔صبح کو فجر کی نماز کے لیے وضو کیے بغیر ہی مسجد چلے گئے اور وضو کا پانی جوں کا توں رکھا رہا۔آخر میرے والد ان کے کس عمل کی وجہ سے ان کے اتنے قائل ہیں کہ ہر وقت ان کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں۔امام احمدؒ سنت کے مطابق فجر کے بعد مسجد میں بیٹھے رہے اور ذکر کرتے رہے۔سورج نکلنے کے بعد اشراق کے نوافل ادا کر کے گھر واپس آئے کہ مسنون طریقہ یہی ہے۔امام شافعیؒ فجر پڑھ کر ہی واپس آ گئے اور پھر بستر پر لیٹ گئے۔جب ناشتہ لگ گیا اور انھیں ناشتہ کے لیے بلایا گیا تو وہ دوبارہ چادر پھینک کر ناشتہ کے لیے آ کر بیٹھ گئے۔اب یہ بچی دیکھتی تھی کہ اس کے والد ہمیشہ سے بہت تھوڑا کھاتے ہیں۔اس نے شاید یہی سنا تھا کہ بزرگ بہت تھوڑا کھاتے ہیں۔لیکن امام شافعیؒ کو دیکھا کہ انھوں نے خوب ڈٹ کر ناشتہ کیا۔اس کو یہ خیال ہوا کہ اگر یہ واقعی بزرگ ہیں تو ان کے اندر یہ باتیں کیوں ہیں؟ اور اگر ان کے اندر یہ باتیں ہیں تو پھر یہ بزرگ کس طرح ہیں۔

اسی اثناء میں امام احمدؒ نے استادِ گرامی سے پوچھا رات آرام سے گزری؟ ٹھیک طرح سے سو گئے تھے؟ امام شافعیؒ نے جواب دیا کہ رات اللہ تعالیٰ کے فضل سے آرام سے گزری،مگر میں سویا ایک لمحہ کے لیے بھی نہیں۔انھوں نے پوچھا: کیا وجہ ہوئی؟ امام شافعیؒ نے جواب دیا کہ رات جب تم نے عشاء کی نماز پڑھائی تو تم نے یہ آیت تلاوت کی،**وان کان ذو عسرہ فنظرۃ الیٰ میسرہ** یہ سورۃ بقرہ کی آخری آیات میں سے ہے۔اس میں کہا گیا ہے کہ اگر مقروض تنگدست ہو تو اس وقت تک مہلت دی جائے جب

تک اسے خوش حالی نصیب نہ ہو جائے۔ امام شافعیؒ نے فرمایا کہ اس آیت مبارکہ کو سن کر میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ اس آیت سے تو اسلامی قانون افلاس نکلتا ہے۔ پھر میں نے غور کیا تو میرے ذہن میں یہ خیال آیا کہ اس قانون افلاس کی بنیاد اخلاقی اصول پر ہے۔ پھر مجھے خیال آیا کہ اس سے تو یہ حکم بھی نکلتا ہے، اس کے بعد خیال آیا کہ اس سے تو فلاں حکم بھی نکلتا ہے۔ وہ بیان کرتے گئے اور امام احمدؒ سنتے گئے۔ پھر انھوں نے کہا کہ جب میں ۱۰۸ ویں مسئلہ پر پہنچا تو تم نے مجھے فجر کی نماز کے لیے آواز دے دی۔ اب جا کر بچی کو معلوم ہوا کہ امام شافعیؒ کی ایک رات میرے والد کی ہزاروں راتوں کے اوپر بھاری ہے۔ اس لیے کہ اس کے والد جو کچھ کر رہے ہیں۔ اپنی ذات کے لیے کر رہے ہیں۔ اور امام شافعی جو کچھ کر رہے ہیں، وہ پوری امت کے لیے ہے، اور امت آج تک ان کے اس کام سے استفادہ کر رہی ہے۔

سوال کا دوسرا حصہ اگر چہ موضوع سے متعلق نہیں ہے، لیکن بچی کے دل میں یہ بھی خیال تھا کہ یہ زیادہ کیوں کھاتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ آپ کے ذہن میں بھی سوال پیدا ہو۔ امام احمدؒ نے ان سے پوچھا کہ آپ کا سفر کیسا گزرا۔ امام شافعیؒ نے کہا کہ سفر میں تھوڑی سی پریشانی رہی۔ اس لیے کہ جب میں قاہرہ سے روانہ ہوا تو میرے ساتھ پیسوں کی جو تھیلی تھی، درہم اور دینار کی، وہ راستے میں گم ہوگئی۔ اب میرے سامنے دو ہی صورتیں تھیں: ایک تو یہ کہ قاہرہ واپس چلا جاؤں اور دوبارہ پیسوں کا انتظام کر کے آؤں۔ اس عرصہ میں یہ قافلہ نکل جاتا اور جس محدث کی خدمت میں جا رہا ہوں وہ چراغ سحری ہیں، نہ معلوم کب گل ہو جائے۔ دوسری صورت یہ تھی کہ اللہ کا نام لے کر روانہ ہو جاؤں کہ جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ میں نے اس دوسری صورت پر عمل کرنے کو ترجیح دی۔ میرے قافلے کے ساتھیوں نے میری بہت عزت اور خدمت کی۔ لیکن مجھے ان کی آمدنی پر بہت زیادہ اعتماد نہیں تھا کہ جائز ہے یا ناجائز۔ اس صورت میں شریعت کا حکم یہ ہے کہ جب انسان کی جان پر بن جائے تو مشکوک آمدنی میں سے بقدر ضرورت کھا سکتا ہے۔ اس لیے میں نے تیسرے چوتھے دن ان سے بقدر ضروت کھانا قبول کیا اور پورے چھ ماہ کے سفر میں شکم سیر ہو کر کھانا نہ کھا سکا۔ آج پہلی مرتبہ مجھے حلال اور جائز کھانا ملا۔ دوسرے یہ کہ میں نے ہمیشہ یہ محسوس کیا کہ حلال رزق میں خاص نور ہوتا ہے جس کا اندازہ دسترخوان پر بیٹھ کر ہی ہو جاتا ہے۔ آج تمہارے دسترخوان پر بیٹھ کر مجھے جتنا نور نظر آیا اتنا کسی اور دسترخوان پر کبھی نظر نہیں آیا تھا، اس لیے میں نے آج اس نور سے خوب استفادہ کیا۔ ان کی اس بات سے بچی کے دوسرے سوال کا جواب بھی مل گیا۔ امام شافعیؒ بہت سے ائمہ فقہ میں سے ایک امام فقہ تھے اور ان کی طرح کے اللہ تعالٰی نے سینکڑوں ائمہ فقہ پیدا کیے تھے۔ انھوں نے ایک رات میں قرآن مجید کے تین الفاظ سے ۱۰۸ مسائل کا استنباط کیا۔ کتنے فقہا نے کتنے مسائل قرآن مجید سے نکالے ہوں گے۔ اس کا اب کچھ نہ کچھ اندازہ امت کا ہر شخص کر سکتا ہے۔

ساحل فروری ۲۰۰۶ء